عہد سلاطین کے معروف ماریگلی علماء

راجہ نور محمد نظامی

اسلام آباد کے مغرب میں مارگلہ پہاڑ کی دوسری طرف ٹیکسلا کی مشہور تاریخی اور تہذیبی بستی واقع ہے۔ یہ وادی جو کہ اپنی قدیم تاریخ کے ساتھ ساتھ کئی قدیم تہذیبوں کا مدفن بھی ہے۔ آج سے تقریباً دو ہزار سال قبل یہ جگہ علم و عرفان، تعلیم و تدریس، سائنسی علوم اور بدھ مذہب کے علوم کا بہت بڑا مرکز تھی۔ یہاں بدھ مذہب کے دور کی مشہور زمانہ یونیورسٹی بھی تھی جس کے آثار جولیاں[1] کے مقام پر آج بھی موجود ہیں۔ ۴۷۰ء میں وسطی ایشیا کے مشہور وحشی اور خونخوار قوم سفید[2] ہن نے حملے کر کے اس مرکز کی اینٹ سے اینٹ بجا دی اور یہ علاقہ تاریخ کے اوراق میں گم نام ہو گیا۔ ٹیکسلا کے نام سے اس کا ذکر آخری بار مشہور چینی سیاح اور مصنف ہیون سانگ[3] نے ۶۳۰ء میں اپنے سفر نامے میں کیا۔ وہ لکھتا ہے۔ ''ٹیکسلا کی سلطنت کا رقبہ دو ہزار لی[4] اور اس کے دارالحکومت کا رقبہ دس لی ہے۔ شاہی خاندان نہ ہونے کے باعث امراء زبردستی اقتدار حاصل کرنے کے لیے لڑتے جھگڑتے رہتے ہیں۔ قبل ازیں یہ ملک کپش[5] کے ماتحت تھا، لیکن بعد میں کشمیر کا باج گزار[6] بن گیا۔ یہ ملک اپنی زرخیزی کے لیے مشہور ہے اور بھرپور فصلیں پیدا کرتا ہے، یہ ندیوں اور چشموں سے بھرا ہوا ہے، پھل اور پھول بکثرت ہوتے ہیں، آب و ہوا خوشگوار طور پر معتدل ہے، لوگ زندہ دل اور بہادر ہیں، اور تین رتنوں[7] کا احترام کرتے ہیں، اگرچہ یہاں بہت سے آشرم[8] موجود تھے جو اب برباد ہو چکے ہیں اور ان میں معدودے چند لوگ رہتے ہیں[9]۔

سلطان محمود غزنوی (۱۰۳۰ء) کے عہد میں مشہور مسلمان سیاح اور مورخ علامہ ابوریحان البیرونی نے اپنی تصنیف میں اپنے سے بہت پہلے کے ایک ہندو مصنف ''براھمر[11]'' کی تصنیف ''سنکھت'' سے ہندوستان کے مختلف شہروں کی فہرست نقل کی ہے جس میں شمالی ہندوستان کے مشہور شہروں کے نام بھی شامل ہیں۔ علامہ البیرونی لکھتا ہے: ٹیکسلا کو آج کل ''ماری گلہ'' بولا جاتا ہے[12]۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ براھمر کے زمانے کے ٹیکسلا کو ابتدائی مسلم عہد میں ''ماری گلہ'' کہتے تھے۔ اکثر فارسی کتب تواریخ[13] میں بھی اسے ''ماریگلہ'' لکھا گیا ہے، مقامی لہجے میں بھی اسے ''ماری گلہ'' ہی پکارا جاتا ہے۔ چونکہ عربی حروف تہجی میں ''گ'' کا حرف مفقود ہے اس لیے اسے عربی کتب تواریخ میں ''ماری کلہ''[14] ''ماریکلہ'' لکھا گیا ہے۔ سلطان محمود غزنوی کو ۴۳۲ھ/۱۰۴۲ء میں رباط[15] ماریگلہ ہی سے گرفتار کر کے اور قلعہ گیڑی[16] میں لے جا کر شہید کیا گیا تھا[17]، اس واقعہ کی وجہ سے ماریگلہ کو اور بھی شہرت حاصل ہو گئی۔

ڈاکٹر عبداللہ چغتائی کے بقول: سلطان محمود غزنوی کے عہد میں ماریگلہ اور اس کے گردونواح میں مسجدیں تعمیر ہوئیں اور مدرسے قائم ہوئے [۱۸]۔ مدرسہ ماریگلہ کا صدر مدرس ابو العباس فضل بن احمد اسفرائینی کو مقرر کیا گیا۔ جس کی سرپرستی میں اس مدرسہ نے شہرت دوام پائی [۱۹]۔ سلاطین دہلی کے عہد میں بھی ماریگلہ علم وفضل کے لحاظ سے ایک معروف ومشہور جگہ تھی [۲۰]۔ یہاں سلاطین دہلی کے عہد کے ان علمائے کرام کا ذکر کیا جارہا ہے جو ماریگلہ کے رہنے والے اور مدرسہ ماریگلہ میں پڑھنے پڑھانے والے تھے۔ کتب تواریخ میں ان علمائے کرام کے حالات و واقعات بہت کم دستیاب ہیں۔ گو علمائے ماریگلہ کے یہ تذکرے مختصر، ناکافی اور محدود سہی لیکن ان سے اندازہ تو بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ سلاطین دہلی کے عہد کا ماریگلہ (ٹیکسلا) تعلیم وتدریس اور رشد وہدایت میں بدھ عہد کے ٹیکسلا سے کسی طور کم نہ تھا۔

مولانا برھان الدین محمود بلخی ماریگلی:

مولانا برھان الدین محمود ۶۰۵ھ/۱۲۰۹ء میں بلخ میں پیدا ہوئے [۲۱]۔ آپ کے والد بزرگوار کا نام ابی الحسن اسعد بلخی تھا [۲۲]۔ مولانا برھان الدین محمود بیان کرتے تھے کہ جب میری عمر تقریباً چھ سات برس کی تھی تو ایک مرتبہ میں اپنے والد محترم کے ساتھ کہیں جارہا تھا اتفاقاً راستہ میں **صاحب ہدایہ** علامہ برھان الدین مرغینانی کی آمد کی آواز سنائی دی تو والد صاحب مجھے چھوڑ کر قریب کی ایک گلی میں چلے گئے، ابھی میں وہیں کھڑا تھا کہ علامہ برھان الدین مرغینانی کی سواری آگئی میں نے آگے بڑھ کر آپ کو بڑے ادب سے سلام کیا، آپ نے مجھے ذرا غور سے دیکھنے کے بعد فرمایا کہ خدا تعالیٰ مجھ سے کہلوا رہے ہیں کہ یہ بچہ آئندہ اتنا بڑا عالم ہوگا کے شاہان وقت اس کے دروازے پر آیا کریں گے [۲۳]۔ آپ نے دیگر علوم وفنون سے فراغت کے بعد حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی مشہور کتاب **مشارق الانوار** مولف کتاب امام رضی الدین حسن صنعانی لاہوری سے پڑھی اور اس کے بعد مدرسہ ماریگلہ میں اس کی تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ آپ کے ایسے شاگردوں کی تعداد چالیس کے قریب تھی جنہوں نے برصغیر پاک وہند میں دوسرے مقامات پر درس گاہیں قائم کرکے اشاعت دین اسلام کے مقدس فریضہ کو مہمیز لگائی [۲۴]۔ مولانا علامہ کمال الدین زاہد محمد بن احمد بن محمد ماریگلی آپ ہی کے مشہور شاگردوں میں سے تھے۔ سلطان غیاث الدین کو کبہ شاہی کے ساتھ آپ کے گھر آیا کرتا تھا۔ فقہ کی مشہور کتاب **ہدایہ** کو اس زمانے میں آپ کے ذریعے برصغیر میں فروغ حاصل ہوا۔ مولانا برھان الدین محمود اپنی ذکاوت اور فہم رسا کی وجہ سے مشہور تھے۔ اس زمانے میں آپ سے بڑا کوئی عالم نہ تھا، نحو، لغت، فقہ اور حدیث میں درجہ کمال رکھنے کے ساتھ ساتھ علوم حکمیہ میں فائق اقران تھے۔ صوفیانہ فارسی اشعار بھی کہا کرتے

تھے[۲۵]۔آپ حضرت بابا فریدالدین گنج شکر کے معتقدین میں سے تھے[۲۶]۔آپ کا انتقال ۶۸۷ھ/۱۲۸۸ء میں دہلی میں ہوااور آپ کا مزار حوض شمسی کی مشرقی سمت دہلی میں واقع ہے جس کولوگ تختہ نور کہتے ہیں[۲۷]۔

مولانا حسام الدین ماریکلی:

ساتویں صدی ہجری کے مشہور عالم، فاضل اور ماہر طبیب تھے ڈاکٹر عبداللہ چغتائی لکھتے ہیں: سلطان علاء الدین خلجی کے دور حکومت میں ماریکلہ سے فارغ التحصیل مولانا حسام الدین عظیم مدرس تصور کیے جاتے تھے[۲۸]۔آپ کا شمار برگزیدہ اور مقدس ہستیوں میں ہوتا تھا[۲۹]۔ضیاء الدین برنی کے بقول آپ علم طب میں انتہائی مہارت رکھتے تھے[۳۰]۔ان کا دور عہد بلبن سے عہد علائی تک تھا۔علم طب میں مہارت کے ساتھ ساتھ آپ نے طب وحکمت پر کتب بھی تالیف کیں۔طبابت اور تدریس دونوں آپ کے محبوب مشغلے تھے،اقامت دالرالسلطنت دہلی میں رہی[۳۱]۔مولانا حکیم صدرالدین ماریکلی آپ ہی کے فرزند تھے۔

مولانا امام قاضی حمیدالدین ماریکلی:

مولانا قاضی حمیدالدین ماریکلی ساتویں صدی ہجری کے مشاہیر افاضل میں سے تھے۔علامہ سید عبدالحی لکھنوی اپنی تصنیف میں لکھتے ہیں کہ شیخ حمیدالدین الماریکلی کا شمار اپنے زمانہ کے ممتاز افاضل میں ہوتا تھا[۳۲]۔آپ کا شمار سلطان ناصرالدین محمود کے عہد کے نامور علماء وفضلاء میں سے ہوتا تھا۔امیر حسن علاء سجزی نے آپ کی ایک حکایت حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء دہلوی کی زبانی اپنی کتاب **فوائد فواد** میں نقل کی ہے: یہاں سے قاضی حمیدالدین ماریکلی کی حکایت آئی، فرمایا کہ انہوں نے کہا ہے میں جو اس شہر میں آیا ہوں تو قاضی حمیدالدین ناگوری کے اشتیاق میں آیا ہوں، لیکن جب میں پہنچا تو وہ پہلے ہی انتقال فرما چکے تھے، ایک روز انہوں نے قاضی حمیدالدین ناگوری کے مجموعات کو اپنے سامنے طلب کیا اور ان کتابوں کا مطالعہ کرنے لگے جو انہوں نے سلوک پر لکھی ہیں، مطالعے کے بعد طالب علموں کی طرف جو ان کے اطراف میں حاضر تھے رخ کر کے بولے کہ تم جو کچھ پڑھتے ہو وہ انہی کاغذات میں موجود ہے اور جو کچھ نہیں پڑھا وہ بھی ان میں ہے، اور میں نے جو کچھ پڑھا ہے وہ بھی ان میں ہے اور جو کچھ نہیں پڑھا وہ بھی ہے[۳۳]۔بروز جمعہ، یکم رمضان ۶۵۷ھ/۲۲ راگست ۱۲۵۹ء کو آپ نے وفات پائی۔آپ کے لیے جو انعامات مقرر تھے اس کے بعد وہ سلطان ناصرالدین محمود کی مہربانی سے آپ کے فرزندوں کے لیے مقرر کر دئے گئے[۳۴]۔

مولانا علامہ کمال الدین زاہد ماریکلی :

شیخ محمد بن احمد بن محمد ماریکلی المعروف مولانا کمال الدین زاہد ۶۵۹ھ/۱۲۷۱ء میں پیدا ہوئے [۳۵]۔ آپ ماریکلہ کے رہنے والے تھے۔ مدرسہ ماریکلہ میں مولانا برھان الدین محمود بلخی اور بعض دوسرے علماء سے تعلیم حاصل کی۔ فراغت کے بعد دہلی چلے گئے۔ آپ بہت بڑے عالم، محدث، عابد و زاہد تھے۔ فقہ و حدیث میں آپ کو کمال ادراک حاصل تھا۔ آپ اپنے وقت کے متقیوں میں سربرآوردہ تھے اور فرید عصر شمار کیے جاتے تھے [۳۶]۔ دہلی شہر کی مسجد نجم الدین ابوبکر التلو اسی میں طلباء کو درس حدیث دیتے تھے۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاو نے آپ سے حدیث کی مشہور کتاب **مشارق الانوار** وہیں پڑھی۔ ۶۷۹ھ/۱۲۸۰ء میں آپ نے ان کو سند فراغت عطاء کی تھی [۳۷]۔ آپ کی شہرت سن کر سلطان غیاث الدین بلبن آپ کو اپنی نماز کے لیے امام کا منصب تفویض کرنا چاہا تھا، مگر آپ نے انکار کر دیا اور فرمایا کہ ہم لوگوں میں بجز نماز کے اور کچھ نہیں۔ افسوس کہ بادشاہ چاہتا ہے کہ وہ بھی ہم سے چھین لے۔ مولانا کا یہ سخت جواب جس کی بنا صلابت دین پر تھی جب بادشاہ کے کان تک پہنچا تو وہ بالکل ساکت و خاموش ہو گیا اور آپ کو معذرت کے ساتھ رخصت کر دیا [۳۸]۔ حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاء فرماتے تھے کہ مولانا کمال الدین زاہد تبحر علمی اور کمال تقوی و ورع کے لحاظ سے انتہا درجہ کے مشہور و معروف تھے۔ آپ نے ۷۵۶ھ/۱۳۵۵ء میں وفات پائی [۳۹]۔

مولانا حکیم صدر الدین ماریکلی :

سلطان علاء الدین خلجی کے عہد (۶۹۶ھ/۱۲۹۶ء - ۷۱۷ھ/۱۳۰۴ء) میں مولانا حکیم حسام الدین ماریکلی کے فرزند مولانا حکیم صدر الدین نے بڑی شہرت حاصل کی [۴۰]۔ چنانچہ ضیاء الدین برنی کے بقول: عہد علائی کے دوسرے استاد الاطباء مولانا صدر الدین طبیب پسر مولانا حسام الدین ماریکلی تھے۔ وہ علم کی مختلف شاخوں سے بھی اچھی طرح واقفیت رکھتے تھے اور باپ بیٹا دونوں طب میں انتہائی مہارت رکھتے تھے، مولانا صدر الدین ماریکلی صاحب نفس بھی اور صاحب قدم بھی تھے، پہلی ہی ملاقات میں وہ مرض اور مریض کی اچھائی اور فساد کو سمجھ لیتے اور اسی اندازہ کی بنیاد پر علاج کرتے، طب میں مہارت کی وجہ سے ان کا علاج بہت زیادہ زوداثر ہوتا تھا [۴۱]۔ آپ نے طب و حکمت پر کتب بھی لکھیں [۴۲]۔

مولانا میران ماریکلی :

مولانا میران ماریکلہ کا شمار ساتویں صدی ہجری کے ان مشاہیر علماء میں ہوتا ہے جو اپنے علم وفن میں

صاحب کمال تھے اور انتہائی مرتبے پر پہنچ گئے تھے۔ان کا نام **تاریخ فیروز شاہی** کی وجہ سے آج بھی زندہ ہے چنانچہ اس میں لکھا ہے: سلطان علاء الدین کے سارے عہد میں دارالحکومت دہلی میں ایسے علماء اور استاد موجود تھے جن میں سے ہر ایک علامہ وقت سمجھا جاتا تھا،اور ان جیسے علماء صرف بخارا، سمرقند، بغداد، مصر، خوارزم، دمشق، تبریز، اصفہان، رے اور روم ہی میں نہیں بلکہ ساری دنیا میں کہیں بھی نہ تھے۔جس علم میں بھی خواہ منقولات میں خواہ معقولات میں مثلاً تفسیر فقہ، اصول فقہ، معقولات، اصول دین، نحو، لغت، معانی، بدیع، بیان، کلام، منطق، ہر ایک میں یہ لوگ موشگافیاں کرتے تھے۔ہر سال بہت سے طالب علم ان لوگوں سے تعلیم حاصل کر کے خود درس دیتے اور فتویٰ کے جواب دینے کے اہل اور مستحق ہو جاتے تھے اور ان میں سے بعض تو علوم وفنون میں کمال حاصل کر کے غزالی اور رازی کے مرتبے پر پہنچ گئے تھے۔مولانا میران ماریگلی کا شمار ایسے ہی علماء میں ہوتا تھا[۴۳]۔

مولانا حکیم حسن ماریگلی:

ساتویں صدی ہجری میں ماریگلہ کے ایک عالم اور طبیب مولانا حکیم حسن ماریگلی تھے۔آپ کے والد ماجد کا نام احمد تھا۔مولانا حسن بن احمد طب کے ماہر استاد تھے،ان کو اپنے وقت کا جالینوس کہا جاتا تھا۔یہ سلطان علاء الدین خلجی کے عہد ۶۹۷ھ/۱۲۹۸ء میں منگول سردار قتلغ آغا کے حملے کے دوران شہید ہوئے۔

مولانا مہربان ماریگلی:

مولانا مہربان ماریگلی ماریگلہ کے رہنے والے تھے۔آپ کے علم وفضل کی اس قدر دنیائے اسلام میں شہرت تھی کہ جناب ضیاء الدین بیطارے نے بغداد سے ماریگلہ آ کر جناب مولانا مہربان سے علم وحکمت کی تعلیم حاصل کی۔

مولانا اسمٰعیل شہید ماریگلی:

مولانا اسماعیل شہید اپنے وقت کے ایک جلیل القدر عالم، فاضل، فقیہہ اور مدرس تھے۔ان کا نام مولانا میاں جیوں میاں احمد کی قلمی تاریخ کی بنا پر آج بھی زندہ ہے۔آپ مدرسہ بھوئی گاڑ[۴۶] علاقہ ماریگلہ میں مدرس تھے۔سلطان محمد بن تغلق کے عہد میں توران کے ایک منگول حکمران ترمہ شریں نے ۷۲۹ھ/۱۳۲۹ء میں اس علاقے پر حملہ کیا جس میں آپ شہید ہو گئے اور اپنے مدرسہ کے ساتھ بھوئی گاڑ علاقہ ماریگلہ میں ہی دفن ہوئے[۴۷]۔

حوالہ جات

۱۔ ٹیکسلا بائی پاس سے خانپور جانے والے روڈ کے کنارے تکڑہ بنگلہ کے قریب ایک پہاڑی پر جولیاں کے

آثار و باقیات موجود ہیں۔

۲۔ سفید ہنوں نے جن کو عرب مورخین نے حبطال لکھا ہے، اپنے سردار تورمان کی قیادت میں ٹیکسلا کے علاقہ پر حملہ کیا۔

۳۔ ہیون سانگ ۶۰۰ء میں چن لی (کیفنگ) ملک چین میں پیدا ہوا۔ اس کی دو تصانیف سفرنامہ ہند ۶۴۶ء اور شعور واحد نظام کا قیام ۶۵۹ء ہیں، ۶۶۴ء میں چنگن میں وفات پائی۔

۴۔ ملک چین میں طویل فاصلوں کو ماپنے کی اکائی تقریباً چھ سو تیس گز کے برابر ایک لی ہے۔

۵۔ کپش (کپسا) افغانستان کی وادی پنج شیر کا علاقہ، البتہ محمد ولی اللہ خان اپنی کتاب گندھارا، میں کابل کو کپسا کا علاقہ قرار دیتے ہیں۔

۶۔ کسی بڑے ملک یا طاقتور ملک کو اپنے برائے نام آزادی کے عوض سالانہ نقدی، سونا، چاندی، اجناس یا جانور دینا۔ اس کو باج گزار کہتے ہیں۔

۷۔ بدھ مذہب سے متعلق تین مقدس اور قیمتی اشیاء۔

۸۔ آشرم (سنگھرام) خانقاہ کو کہتے ہیں۔

۹۔ ہیون سانگ، **سفرنامہ ہند**، مترجم یاسر جواد، تخلیقات لاہور، ۲۰۰۱ء، ۱۰۴

۱۰۔ ابوریحان محمد بن احمد البیرونی ۹۷۳ء موضع بیرون میں خوارزم میں پیدا ہوا شمس المعالی وادیٔ جرجان، محمود غزنوی اور مسعود غزنوی کے دربار سے وابستہ رہا مختلف علوم وفنون پر کتب تالیف کیں، ۱۰۴۸ء میں فوت ہوا۔

۱۱۔ اس کا نام کتب تواریخ میں وراہمیہر لکھا ہے راجہ وکرمادیت کے دربار کا ایک ممتاز ہیئت دان تھا، ۵۸۷ء میں فوت ہوا۔

۱۲۔ البیرونی، **تحقیق ما للہند**، دائرۃ المعارف، حیدرآباد دکن، ۱۹۵۸ء، ۲۵۷

۱۳۔ ابوسعید عبدالحیی گردیزی، **زین الاخبار**، بہ تصحیح عبدالحی جیبی، بنیاد فرہنگ ایران، تہران، ۲۰۴؛ **منہاج سراج، طبقات ناصری**، مترجم غلام رسول مہر، اردو سائنس بورڈ، لاہور، ۱۹۷۵ء؛ ابوالفضل محمد بن حسین بیہقی، تاریخ بیہقی، مرتب ڈاکٹر خلیل خطیب رہبر، انتشارات مھتاب، تہران، ۱۳۷۴ھ

۱۴۔ علامہ سید عبدالحی، نزھۃ الخواطر، مقبول اکیڈمی، لاہور، ۱۹۸۵ء؛ سید میر خورد محمد کرمانی، **سیر الاولیاء** تحریر

عربی سند حدیث، ۱۱۴

۱۵۔ ٹیکسلا شہر میں جی ٹی روڈ کے ساتھ سرائے کھولا کے مقام پر آباد تھی۔

۱۶۔ مارگلہ پہاڑ کے دامن میں خرم گاؤں کے پاس ایک پہاڑی پر اس کے آثار موجود ہیں۔ یہاں محمود غزنوی دور کی مسجد آج بھی موجود ہے۔

۱۷۔ محمد مبارک شاہ، فخر مدبر، **آداب الحرب والشجاعہ**، بہ تصحیح احمد سہیلی خوانساری، تہران، ۱۳۴۶ شمسی، ۲۰۲-۳؛ محمد قاسم ہندو شاہ فرشتہ، **تاریخ فرشتہ**، مترجم عبدالحی خواجہ، شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، ۱۷۰

۱۸۔ Dr.M.Abdulla chaghatai.**Taxila Revisited**,Lahore,Kitab Khana Nauras,n.d.,10-11.

۱۹۔ ایضاً، آغا عبدالغفور، **ٹیکسلا کا تہذیبی سفر نامہ**، لاہور، ویژن پبلیکیشنز، ۱۹۸۴ء، ۱۳۷؛ راجہ محمد عارف منہاس، **تاریخ راولپنڈی**، لاہور، ابراہیم اینڈ سنز، ۱۹۸۶ء، جلد ۲، ۱۰۴۔

۲۰۔ رشید نثار، **وادی پوٹھوہار**، بیاس، راولپنڈی، ۱۹۹۷ء، ۳۵

۲۱۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی، **اخبار الاخیار**، مترجم مولانا سبحان محمود، مولانا محمد فاضل، مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی، ۱۰۶؛ شیخ محمد اکرام، **آب کوثر**، ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور، ۱۹۸۴ء، ۱۳۷

۲۲۔ سید میر خورد محمد کرمانی، **سیر الاولیاء**، ۱۱۲

۲۳۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی، بحوالہ سابقہ، ۱۰۷

۲۴۔ آغا عبدالغفور، **بحوالہ سابقہ**، ۱۳۹-۱۴۵

۲۵۔ محمد غوثی شطاری مانڈوی، **از کار ابرار** (ترجمہ **گلزار ابرار**، مترجم فضل احمد جیوری)، مفید عام آگرہ، ۱۳۲۶ھ، ۸۱

۲۶۔ مرزا محمد اختر دہلوی، **تذکرہ اولیائے ہند**، ملک اینڈ کمپنی، لاہور، جلد اول، ۱۳۲

۲۷۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی، **بحوالہ سابقہ**، ۱۰۶-۷

۲۸۔ محمد عبداللہ چغتائی، **ٹیکسلا ریوزیٹیڈ**، کتب خانہ نورس، لاہور، ۱۱

۲۹۔ رشید نثار، **وادی پوٹھوہار**، بیاس، راولپنڈی، ۱۹۹۷ء، ۳۵

۳۰۔ ضیاء الدین برنی، **تاریخ فیروز شاہی**، مترجم ڈاکٹر سید معین الدین، اردو سائنس بورڈ، لاہور، ۱۹۸۳ء، ۱۹۴

۳۱۔ علامہ سید عبدالحی، **نزھۃ الخواطر**، مترجم ابو یحییٰ امام، مقبول اکیڈمی، لاہور، ۱۹۸۵ء، جلد اول، ۱۸۰

۳۲۔ ایضاً، ۱۸۲

۳۳۔ خواجہ امیر حسن علاء سجزی دہلوی، **فوائد الفواد**، ترجمہ خواجہ حسن ثانی نظامی دہلوی، اردو اکادمی دہلی، ۱۹۹۲ء ۱۰۔۴۰۹

۳۴۔ منہاج سراج، **بحوالہ سابقہ**، ۸۵۸

۳۵۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی، **اخبار الاخیار**، (مترجم سبحان محمود و محمد فاضل) مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی، ۱۵۹

۳۶۔ محمد غوثی مانڈوی، بحوالہ سابقہ، ۹۹؛ محمد اسحاق بھٹی، **فقہائے ہند**، ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور، ۱۹۷۴ء، جلد اول، ۱۶۱؛ سید میر خورد کرمانی، **سیر الاولیاء**، بحوالہ سابقہ، ۱۰۹

۳۷۔ سید میر خورد محمد کرمانی، ایضاً، ۱۲-۱۱۳

۳۹۔ **فقہائے ہند** جلد اول کے صفحہ ۱۶۲ میں آپ کی تاریخ وفات ۶۸۴ھ لکھی ہے جو غلط ہے۔

۴۰۔ آغا عبدالغفور، بحوالہ سابقہ، ۱۴۰

۴۱۔ ضیاء الدین برنی، **تاریخ فیروز شاہی**، بحوالہ سابقہ، ۵۲۶

۴۲۔ راجہ محمد عارف منہاس، **تاریخ راولپنڈی**، ابراہیم اینڈ سنز لکی گیٹ، لاہور، ۱۹۸۶ء، جلد دوم، ۱۰۴

۴۳۔ ضیاء الدین برنی، **بحوالہ سابقہ**، ۱۴-۵۱۳

۴۴۔ راجہ محمد عارف منہاس، **بحوالہ سابقہ**، ۱۰۴

۴۵۔ ایضاً،

۴۶۔ علاقہ ٹیکسلا میں دریا ہیرو کے کنارے ایک قدیم تاریخی اور علمی قصبہ ہے، یہاں آج بھی ایک تاریخی اسلامی مدرسہ موجود ہے۔

۴۷۔ میاں جی میاں احمد، **تاریخ پومی**، قلمی، عہد نصیر الدین ہمایوں، ۱۵۳۳ء، کتب خانہ ربانیہ بھوئی گاڑ، ضلع اٹک۔